بسم اللہ الرحمن الرحیم

اونٹ کی ہڈی سے بنی ہوئی تسبیح کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل اورادووظائف پڑھنے کے لیے مارکیٹ میں اونٹ کی ہڈی سے بنی ہوئی تسبیح ملتی ہے۔ یہ دیکھنے میں بھی عام تسبیحات جیسی لگتی ہے اور قیمت میں بھی ان سے زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ عرض یہ ہے کہ اس تسبیح کی خریدوفروخت کرنا، جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس تسبیح پر اورادووظائف پڑھنا جائز ہے؟

نوٹ: تسبیح تیار کرنے والے چند افراد سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے اس تسبیح کے تیار کرنے کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ اونٹ کی ہڈیوں کو خشک کرکے مشین کے ذریعے پہلے چھوٹے چھوٹے دانے بنائے جاتے ہیں پھر دوسری مشین کے ذریعے ان کو رگڑ کر صاف کیا جاتا ہے اور پھر ان کو پالش کیا جاتا ہے۔ پالش میں جو رنگ لگانا چاہیں وہ لگایا جاسکتا ہے لیکن زیادہ تر سفید رنگ استعمال کیا جاتا ہے۔ کوئی حرام یا ناپاک چیز استعمال نہیں کی جاتی ہے۔

جواب

اونٹ کی ہڈی سے بنی ہوئی مذکورہ تسبیح کی خریدوفروخت کرنا اور اس پر اورادووظائف پڑھنا جائز ہے جبکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو۔ تفصیل اس میں یہ ہے کہ عندالشرع انسان اور خنزیر کی ہڈیوں کے علاوہ ہر قسم کے حلال وحرام حتی کہ مردار جانوروں کی ہڈیوں کی خریدوفروخت کرنا بھی جائز ہے جبکہ مردار کی ہڈی خشک ہوچکی ہو اس پر کسی قسم کی چکنائی یا رطوبت باقی نہ رہی ہو کیونکہ ہڈیاں ایسی چیز ہیں جن میں موت سرایت نہیں کرتی، جس وجہ سے وہ ناپاک بھی نہیں ہوتیں اور ان کے استعمال میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ہڈیاں ایسے جانور کی ہوں جو حلال بھی ہو اور اسے شرعی طریقے سے ذبح بھی کیا گیا ہو تو ان کا کھانے، پینے، جسم پر لگانے وغیرہ ہر طرح سے اندرونی، بیرونی استعمال کرنا اور ان سے نفع اٹھانا، جائز ہے خواہ وہ خشک ہوں یا تر اور اگر مردار کی ہڈیاں ہوں یا حرام جانور کی ہڈیاں ہوں تو ان کا کھانے، پینے وغیرہ میں اندرونی استعمال جائز نہیں لیکن ان کا بیرونی استعمال جائز ہے جبکہ وہ اس قدر خشک ہوچکی ہوں کہ ان میں چکنائی یا رطوبت وغیرہ باقی نہ رہی ہو اور اونٹ بھی ایک حلال جانور ہے اور اس کی ہڈیوں کی خریدوفروخت کرنا بھی جائز ہے اور اس کی ہڈیوں کا بیرونی استعمال بھی ہر طرح سے جائز ہے اگرچہ مردار اونٹ کی خشک ہڈیاں ہی کیوں نہ ہوں لہذا اس کی ہڈیوں سے بنی ہوئی مذکورہ تسبیح کی خریدوفرخت کرنا، جائز ہے اور اس کو اورادووظائف پڑھنے کے لیے استعمال کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے جبکہ کوئی مانع شرعی مثلِ فسادِ نیت یعنی ریاکاری وغیرہ نہ ہو کیونکہ تسبیح سونے، چاندی کے علاوہ لکڑی، پتھر، گھٹلی وغیرہ کسی بھی چیز کی رکھنا جائز ہے جبکہ بیش قیمت نہ ہو کہ بیش قیمت تسبیح رکھنا مکروہ ہے اور سوال سے ظاہر ہے کہ یہ بیش قیمت بھی نہیں ہوتی لہذا ممانعت کی کوئی وجہ نہیں۔

انسان اور خنزیر کی ہڈیوں کے علاوہ ہر جانور کی ہڈی کی خرید و فروخت جائز ہے چنانچہ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ہدایہ، عالمگیری، رد المحتار وغیرہ کتب معتبرہ میں کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ ہے "واللفظ للاول: وفي التجنيس: لا بأس ببيع عظام الموتى، لأنه لا يحل العظام الموت وليس في العظام دم فلا تنجس فيجوز بيعها إلا بيع عظام الآدمي والخنزير" ترجمہ: اور تجنیس میں ہے کہ: مردار جانوروں کی ہڈیوں کی خرید و فروخت بھی جائز ہے کیونکہ ہڈیوں میں موت حلول نہیں کرتی اور نہ ہی ہڈیوں میں خون ہوتا ہے پس یہ ناپاک بھی نہیں ہوتیں تو ان کی خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے مگر انسان اور خنزیر کی ہڈیوں کی بیع جائز نہیں ہے۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، استعمال جلد الفیل بعد دبغ، جلد 1، صفحہ 113، بیروت)

جانوروں کی ہڈیوں کے قابل انتفاع ہونے اور ان کے استعمال کرنے کے تفصیلی احکام بیان کرتے ہوتے فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے "وقال محمد رحمة الله عليه ولا باس بالتداوی بالعظم اذا كان عظم شاة او بقرة او بعيرة او فرس او غيره من الدواب الا عظم الخنزير والآدمی فانه يكره التداوی بهما فقد جوز التداوی بعظم ماسوی الخنزير والآدمی من الحيوان مطلقا من غير فصل بينما اذا كان الحيوان ذكيا او ميتا و بينما اذ كان العظم رطبا او يابسا و ماذكر من الجواب يجری علی اطلاقه اذا كان الحيوان ذكيا لان عظمه طاہر رطبا كان او يابسا يجوز الانتفاع به جميع انواع الانتفاعات رطبا كان او يابسا فيجوز التداوی به علی كل حال واما اذا كان الحيوان ميتا فانما يجوز الانتفاع بعظمه اذا كان يابسا ولا يجوز النتفاع اذا كان رطبا واما عظم الكلب فيجوز التداوی به" ترجمہ: اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہڈی کو دوائی کے طور پر استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ وہ ہڈی بکری یا گائے یا اونٹ یا گھوڑا یا اس کے علاوہ (دوسرے) جانوروں کی ہو، سوائے آدمی اور خنزیر کی ہڈی کے کیونکہ ان دونوں (آدمی اور خنزیر) کی ہڈی سے دوائی بنانا مکروہ ہے پس انسان اور خنزیر کی ہڈی کے علاوہ دیگر جانوروں کی ہڈیوں سے علاج کرنا مطلقا جائز ہے بغیر ان کے مابین تفصیل بیان کیے، خواہ حیوان ذبح شدہ ہو یا مردار ہو، اور ہڈی تر ہو یا خشک، اور وہ جو جواب میں ذکر کیا گیا ہے، وہ اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے جبکہ حیوان ذبیحہ ہو کیونکہ اس (ذبیحہ) کی ہڈی پاک ہوتی ہے، تر ہو یا خشک۔ اس کی ہڈی سے ہر طرح کا نفع حاصل کرنا، جائز ہے چاہے ہڈی خشک ہو یا تر، لہذا اسکو دوائی کے طور پر استعمال کرنا ہر حالت میں جائز ہے، اور بہرحال جب وہ حیوان مردار ہو تو اس کی ہڈی سے نفع اٹھانا اس وقت جائز ہے جب کہ وہ (ہڈی) خشک ہو، جب وہ (ہڈی) تر ہو تو اس سے نفع اٹھانا، جائز نہیں، اور کتے کی ہڈی کو دوائی کے طور پر استعمال کرنا، جائز ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، ج 5، ص 354، مطبوعہ لاھور)

اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں حلال و حرام، مذبوحہ و مردار جانوروں کی ہڈیوں کی پاکی، ناپاکی، حلت و حرمت پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ہڈیاں ہر جانور یہاں تک کہ غیر ماکول و نامذبوح کی بھی مطلقاً پاک ہیں جب تک ان پر ناپاک دسومت (چکنائی) نہ ہو سوا خنزیر کے کہ نجس العین ہے اور اس کا ہر جزو بدن ایسا ناپاک کہ اصلاً صلاحیتِ طہارت نہیں رکھتا، اور دسومت میں قید ناپاکی اس غرض سے ہے کہ مثلاً جو جانور خون سائل نہیں رکھتے اُن کی ہڈیاں بہر حال پاک ہیں اگرچہ دسومت آمیز ہوں کہ ان کی دسومت بوجہ عدم اختلاط دم خود پاک ہے تو اس کی آمیزش سے استخواں کیونکر ناپاک ہو سکتے ہیں۔۔۔ **مگر حلال و جائز الاکل صرف جانور ماکول اللحم**

مذکی یعنی مذبوح بذبح شرعی کی ہڈیاں ہیں حرام جانور اور ایسے ہی جو بے ذکاۃ شرعی مرجائے یا کاٹا جائے بجمیع اجزائہ حرام ہے اگرچہ طاہر ہو کہ طہارتِ مستلزم حلت نہیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد4، صفحہ 475، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ہڈی سے بنی ہوئی چیز استعمال کرنا، جائز ہے اگرچہ حرام جانور کی ہو چنانچہ اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں ایسی مسواک کے متعلق سوال جس کے نیچے ہاتھی دانت کی ہڈی لگی ہوئی تھی، اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "ہڈی ہر جانور کی پاک ہے حلال ہو یا حرام، مذبوح ہو یا مردار جبکہ اس پر بدن میتہ کی کوئی رطوبت نہ ہو سوا سوئر کے کہ اس کی ہر چیز ناپاک ہے مسواک میں ہاتھی دانت کی ہڈی ہو تو کچھ حرج نہیں، ہاں اس کا ترک بہتر ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد4، صفحہ 470، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مردار کی ہڈی کی خرید و فروخت کے حوالے سے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "ہڈی پر اگر دسومت نہ ہو خشک ہو تو اس کی بیع بھی جائز ہے لما تقدم لان الحیاۃ لا تحلہ (اس وجہ سے جو پہلے گزر چکی ہے کیونکہ حیات اس میں سرایت نہیں کرتی۔ ت) اور ان احکام سے خنزیر مستثنیٰ ہے اس کی کھال یا ہڈی کسی حال میں اصلا خرید و فروخت یا کسی قسم کے انتفاع کے قابل نہیں لنجاسۃ عینہا (اس کے نجس عین ہونے کی وجہ سے۔ ت)۔" (فتاوی رضویہ، جلد17، صفحہ 162، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تسبیح رکھنے کا جواز فقہاء نے اس حدیث سے ثابت کیا ہے چنانچہ امام ابو داؤد، امام ترمذی، حاکم اور طبرانی نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا آپ فرماتی ہیں کہ "قالت: دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و بین یدی أربعة آلاف نواة أسبح بهن فقال: ما هذا یا بنت حیی؟ قلت: أسبح بهن، قال: قد سبحت منذ قمت علی رأسک أکثر من هذا، قلت: علمنی یا رسول اللہ قال: "قولی سبحان اللہ عدد ما خلق من شیء" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے سامنے چار ہزار گھٹلیاں رکھی تھیں جن پر میں تسبیح پڑھا کرتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے سوال کیا کہ: "اے بنتِ حُیی! یہ کیا ہے؟" میں نے عرض کیا: میں ان پر تسبیح پڑھتی ہوں۔ ارشاد فرمایا: میں جب سے تمہارے پاس کھڑا ہوں میں نے اتنی سی دیر میں ان گھٹلیوں سے زیادہ بار تسبیح پڑھ لی ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ و سلم مجھے بھی وہ طریقہ تعلیم فرما دیں۔ فرمایا: یوں پڑھو سبحان اللہ عدد ما خلق من شیء (اللہ تعالی کے لیے پاکی ہے اتنی تعداد میں جتنی اس نے چیزیں پیدا کی ہیں)۔ (سنن ترمذی، ابواب الدعوات، جلد5، صفحہ 555، مطبوعہ مصطفی البابی، مصر)

اس حدیث کو مروجہ تسبیح کی اصل قرار دیتے ہوئے علامہ علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وهذا أصل صحیح لتجویز السبحة بتقریره صلی اللہ علیه و سلم فإنه فی معناها، إذ لا فرق بین المنظومة و المنثورة فیما یعد به، و لا یعتد بقول من عدها بدعة" ترجمہ: تسبیح کے جائز ہونے کے لئے یہ حدیث ایک صحیح اصل و بنیاد ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم نے اس عمل کو برقرار رکھا (یعنی دیکھنے کے باوجود اس سے منع نہیں فرمایا) اور گھٹلیوں وغیرہ پر ذکر اللہ کرنا تسبیح پر پڑھنے کے ہم معنی ہے کیونکہ بکھری ہوئی اور ایک لڑی میں پروئی ہوئی چیزوں میں کوئی معتد بہا فرق نہیں ہے۔ اور جو اس کو بدعت کہتا ہے اس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، جلد4، صفحہ 1601، دار الفکر، بیروت)

ردالمحتاراورالبحر الرائق وغیرہ میں ہے "واللفظ للبحر "فلم ينهها عن ذلك وإنما أرشدها إلى ما هو أيسر وأفضل ولو كان مكروها لبين لها ذلك ثم هذا الحديث ونحوه مما يشهد بأنه لا بأس باتخاذ السبحة المعروفة لإحصاء عدد الأذكار إذ لا تزيد السبحة على مضمون هذا الحديث إلا بضم النوى ونحوه في خيط ومثل هذا لا يظهر تأثيره في المنع فلا جرم إن نقل اتخاذها والعمل بها عن جماعة من الصوفية الأخيار وغيرهم "ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خاتون کو مذکورہ طریق سے تسبیح کرتا دیکھ کر اسے منع نہیں فرمایا بلکہ زیادہ آسان اور افضل طریقہ کی رہنمائی فرمائی، اگر یہ طریقہ مکروہ وناپسند ہوتا تو حضور علیہ السلام اس کو بیان فرمادیتے۔ پھر اس طرح کی احادیث اذکار کی تعداد شمار کرنے کے لئے بنائی جانے والی مروجہ تسبیح کے جواز پر دلالت کرتی اور شہادت دیتی ہیں کیونکہ مروجہ تسبیح میں مضمونِ حدیث سے صرف یہی چیز زائد ہے کہ گٹھلیاں وغیرہ کسی دھاگے میں پرو دی جاتی ہیں اور اس نوعیت کے اضافہ کرنے میں کوئی تاثیر منع ظاہر نہیں ہوتی۔ بلاشبہ تسبیح بنانا اور اس کے ذریعے ذکرواذکار کا شغل رکھنا (ایک اچھا عمل ہے) اور عمدہ اکابرین وصوفیا وغیرہ سے منقول ہے۔ (البحر الرائق، جلد2، صفحہ 31، دار الکتاب الاسلامی)

سونے یا چاندی کی بنی ہوئی تسبیح پر مرد وعورت دونوں کے لیے اوراد ووظائف پڑھنا شرعاً ناجائز وحرام ہے، لکڑی، پتھر کی جائز ہے۔

چنانچہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سوال ہوا: "تسبیح کس چیز کی ہونی چاہیئے؟ آیا لکڑی کی یا پتھر وغیرہ کی؟

آپ علیہ الرحمۃ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: "تسبیح لکڑی کی ہو یا پتھر کی مگر بیش قیمت ہونا مکروہ ہے اور سونے چاندی کی حرام۔" (فتاوی رضویہ، جلد23، صفحہ 597، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا اعظم عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: JTL-0660

تاریخ اجراء: 04 جمادی الثانی 1444ھ / 28 دسمبر 2022ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net